103291 ـ ایک بے نماز شخص کے متعلق شکایت ہے کہ وہ بدکاری اور فحاشی کے کام کرتا ہے

سوال

مجھ پر انکشاف ہوا کہ میرا بہنوئی حرام طریقہ سے مال کماتا ہے، وہ ایک ملک سے خلیجی ملک میں لڑکیاں سپلائی کرتا ہے تا کہ ان کے ساتھ حرام کام کریں، حتی کہ وہ خود بھی ان لڑکیوں کے ساتھ بدکاری کرتا ہے، اس نے میرے دوسرے بہنوئی کے سامنے اس کا اعتراف بھی کیا ہے، میں نے اپنے والد کو بتایا لیکن وہ نہیں مانتے ان کا کہنا ہے کہ ایسا مستحیل ہے، کیونکہ ایک اچھا انسان ہے، انہوں نے اس کی علت یہ بیان کی کہ میرا دوسرا بہنوی غیرت کھا گیا ہے اس لیے وہ جھوٹ گھڑ رہا ہے.
لیکن میں اس کی تصدیق کرتی ہوں کیونکہ وہ ہمیشہ گھر سے غائب رہتا ہے، اور خاص کر رات کے وقت۔ واللہ اعلم ۔ حتی کہ میری بہن نے بھی مجھے کچھ باتیں بتائیں ہیں، اور اسے شک ہے کہ وہ اس کے ساتھ خیانت کر رہا ہے لیکن وہ جھوٹ بولتا ہے تو وہ اس کو سچ مان لیتی ہے، اب وہ حاملہ ہے اور اس کی ایک بچی بھی ہے، میں نے اس کے متعلق جو کچھ سنا ہے وہ بہن کو نہیں بتایا، آپ سے گزارش ہے مجھے یہ بتائیں کہ مجھے اپنی بہن کے متعلق کیا کرنا چاہیے، تقریبا دو برس اس کی شادی کو ہوئے ہیں وہ نفسیاتی مریض بن چکی ہے، وہ شخص نماز بھی ادا نہیں کرتا، اور نہ ہی اللہ سے ڈرتا ہے، باقی علم تو اللہ کے پاس ہے برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں، کیا میں نے جو کچھ اس کے متعلق سنا ہے وہ بہن کو بتانا ضروری اور واجب ہے، یا کہ اس موضوع کو ختم کر کے خاموش ہو جاؤں، میں ہر وقت اللہ سے اس کی ہدایت کی دعا کرتی رہتی ہوں، اور سب سے زیادہ مجھے یہ پریشانی ہے کہ کہیں اسے ایڈز جیسی خطرناک بیماری نہ لگ جائے اور وہ میری بہن کو منتقل ہو جائے، اور اسی طرح مجھے خطرہ ہے کہ اس کے بچے ضائع نہ ہو جائیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

ہماری عزیز بہن یہ مشکل حل کرنے کے لیے تین امور کی نصیحت کرتے ہیں:

سب سے پہلے بہنوئی کے اس فعل کا یقین.

اور اگر ان برائیوں کا ثبوت مل جائے تو اسے نصیحت کریں.

اور اگر وہ اس فعل پر مصر رہے تو پھر نکاح فسخ کر لیں، چاہے وہ فعل نماز کی عدم ادائیگی ہو یا فحش کام.

رہا پہلا معاملہ تو اصل ميں مسلمان شخص برى ہے اور كسى بھى مسلمان شخص پر كوئى ايسى تہمت نہيں لگانى چاہيے جو اس ميں نہ پائى جاتى ہو، وگرنہ تہمت لگانے والا گنہگار ہو.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں كو بغير كسى جرم كے ايذاء ديں جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ بڑے ہى بہتان اور صريح گناہ كا بوجھ اٹھاتے ہيں الاحزاب (58).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد بارى تعالى كچھ اس طرح ہے:

اے ايمان والو! اگر تمہارے پاس كوئى فاسق خبر لائے تو اس كى اچھى طرح تحقيق كر ليا كرو، ايسا نہ ہو كہ نادانى ميں كسى قوم كو ايذاء پہنچا دو پھر اپنے كيے پر پيشمانى اٹھاؤ الحجرات (6).

شيخ عبد الرحمن السعدى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

يہ بھى ان آداب ميں شامل ہوتا ہے جو عقلمندوں كو استعمال كرنے اور جن آداب سے متصف ہونا لازم ہے، وہ يہ كہ جب كوئى فاسق انہيں خبر دے تو وہ اس خبر كى اچھى طرح تحقيق كر ليا كريں، اسے فورى طور پر حاصل نہ كر ليا كريں؛ كيونكہ اس ميں بہت خطرناكى پائى جاتى ہے، اور گناہ ميں واقع ہونے كا باعث ہے.

كيونكہ اس كى اس خبر اگر سچى اور پكى خبر كا درجہ ديا جائے اور ايك عادل شخص كى خبر كا درجہ ديا جائے تو اس كے موجب اور مقتضى پر عمل كياجائيگا، تو اس طرح اس خبر كے سبب كئى ناحق جانيں اور مال تلف ہونگے، جو بعد ميں ندامت كا باعث بنےگا.

بلكہ فاسق كى خبر آنے پر اس كى اچھى طرح تحقيق اور يقين كرنا واجب ہے، اور اگر دلائل اور قرائن اس كى صداقت پر دلالت كرريں تو اس پر عمل كياجائيگا اور اس كى تصديق كى جائيگى، اوراگر اس كے جھوٹ پر دلالت كريں تو اسے جھٹلا ديا جائيگا، اور اس پر عمل نہيں ہو گا.

پھر اس آيت ميں يہ بھى دليل ہے كہ ايك صادق و سچے شخص كى خبر مقبول ہے، اور جھوٹے اور كاذب شخص كى خبر مردود ہے اسے قبول نہيں كيا جائيگا، اور فاسق شخص كى خبر پر توقف كيا جائيگا جيسا كہ ہم بيان كر چكے ہيں "

ديكھيں: تفسير سعدى (799).

اس ليے اصل يہى ہے كہ تہمت نہ لگائى جائے، اور اصل بريت ہى ہے، اور جس نے اس كے اعتراف كا گمان كيا

ہے ہو سکتا ہے اس کی جانب سے ہی جھوٹ بولا گیا ہو، اور یہ چیز کوئی بعید نہیں، اور اگر خبر دینے والے کی سچائی اور صدق واضح ہو جائے، اور جو کچھ ہوا ہے اس کے صحیح ہونے کی تصدیق مل جائے تو پھر ہم اس کی طرف جائینگے:

دوسری چیز:

اور وہ اسے وعظ و نصیحت کرنا ہے.

تمیم داری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" دین خیر خواہی ہے.

ہم نے عرض کیا: کس کی خیر خواہی ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اللہ کے لیے، اور اس کی کتاب کے لیے، اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے، اور مسلمان اماموں کے لیے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (55).

اور جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں:

" میں نے نماز کی پابندی اور زکاۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی "

صحیح بخاری حدیث نمبر (501) صحیح مسلم حدیث نمبر (56).

اور نصیحت اچھے اور احسن انداز سے اور اچھے اسلوب میں کرنی چاہیے تا کہ غلط راہ پر چلنے وال ٹیڑھا شخص سیدھا ہو جائے، اور اس کی راہ صحیح ہو جائے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے، اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے، یقینا آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے، اور راہ راست پر چلنے والے لوگوں

سے بھی پورا واقف ہے النحل (125).

اور سب سے پہلے اسے نماز ادا کرنے کی نصیحت کریں، اسے یہ ضرور معلوم ہونا چاہیے کہ نماز ترک کرنا کفر ہے، اور تارک نماز ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے اور اگر وہ تارك نماز کی حالت میں ہی مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے، اور وہ مرتد ہو کر مریگا.

پھر اس کے بعد اسے یہ حرام کام ترك کرنے کی نصیحت کی جائے، جو وہ ان ملازماؤں کے ساتھ فحش اور برائی کے کام کرتا ہے، اور کسی دوسرے کو بھی ان کے ساتھ حرام کرنے میں معاونت کرنے کے لیے لڑکیاں سپلائی کرتا ہے، بلکہ اگر خادمات اور ملازمائیں صرف کام کاج کے لیے لائی جائیں تو اصلا اس میں بھی بہت ساری خرابیاں پائی جاتی ہیں.

ملازماؤں اور خادمات کے متعلق کلام اور انہیں دوسرے ملکوں سے منگوانے کا حکم، اور جن گھروں میں یہ خادمات اور ملازمائیں کام کرتی ہیں ان کے مالکان جو غلط کام اور ممانعت میں واقع ہوتے ان کے متعلق آپ کو سوال نمبر (26282) کے جواب میں آپ کو تفصیل ملےگی، آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

اور اگر اس کے متعلق جو بات کہی گئی ہے اس کی سچائی ثابت ہو جائے، اور وہ نصیحت قبول نہ کرے اور ترك نماز اور برائیاں کرنے پر اصرار جاری رکھے تو پھر آپ کو تیسری چیز پر عمل کرنا چاہیے:

اور وہ تیسری چیز یہ ہے کہ نکاح فسخ کرتے ہوئے اس اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی اور تفریق کر دی جائے؛ کیونکہ تارك نماز مرتد ہے، اور اس کا عقد نکاح مسلمان عورت سے فسخ ہو جاتا ہے؛ اور اس لیے بھی کہ کسی عفت و عصمت کی مالك عورت کے لیے کسی زانی اور فاجر کے نکاح میں باقی رہنا حلال نہیں.

اور ترك نماز فسخ نکاح کا موجب ہے، رہا مسئلہ دوسری منکرات اور برائیوں کا تو یہ فسخ نکاح کی موجب نہیں، لیکن بیوی کا اس طرح کے برے افعال پر راضی ہونا اس میں شریك ہونے کے مترادف ہے، اور اس طرح کے شخص پر نہ تو اس کی بیٹی اور نہ ہی بیوی کے بارہ میں اطمنان کیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی پرامن رہا جا سکتا ہے، اور اسی طرح خطرناك قسم کی بیماریاں منتقل ہونے کا بھی خدشہ ہے.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

نماز ترك کرنا کفر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہونا ہے، اور اگر اس کی بیوی ہو تو اس کا نکاح اس سے فاسخ ہو جائیگا، اور اس کا ذبیحہ بھی حلال نہیں، اور نہ ہی اس کا روزہ قبول ہوگا، اور نہ ہی صدقہ و خیرات، اور اس کے لیے مکہ جانا اور حرم میں داخل ہونا بھی جائز نہیں.

اور اگر وہ مر جائے تو اسے غسل دینا اور کفن دینا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھائی جائیگی، اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں کیا جائیگا، بلکہ اسے صحرا میں لیجا کر گڑھا کھود کر اس میں ڈال کر مٹی ڈال دی جائیگی.

اور جس کسی کا کوئی قریبی رشتہ دار فوت ہو جائے اور اسے علم ہو کہ وہ نماز ادا نہیں کرتا تھا تو اس کے لیے لوگوں کو دھوکہ دینا جائز نہیں کہ وہ انہیں اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا کہے؛ کیونکہ کافر کی نماز جنازہ ادا کرنا حرام ہے؛ اس لیے کہ فرمان باری تعالی ہے:

اور ان میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس کا نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھیں، اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں، یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں التوبۃ (84).

اور ایك مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

نبی اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ ان کے رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ جہنمی ہیں التوبۃ (113).

مزید آپ سوال نمبر (10094) اور (2182) اور (5208) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

لیکن ہم ایك بار پھر پلٹ کر عزیز سائلہ کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ اس شخص کے متعلق اس طرح کی باتیں کرنے میں جلد بازی کا مظاہر مت کریں، یا بغیر کسی شرعی دلیل کے اسے اپنی بہن کو مت بتائیں، اور اس کی زندگی خراب مت کریں، اور گھر تباہ کرنے کا باعث نہ بنیں، اور بیماریوں کے منتقل ہونے اور ازدواجی خیانت کی بجائے اللہ کی حدود کی حرمت پامال ہونے پر ہمیں زیادہ غیرت مند ہونا چاہیے.

اور آپ اس کے لیے ہدایت کی پوری کوشش سے دعا کریں اور اپنی بہن کے حالات کی اصلاح طلب کریں، اور اس کی اولاد کو ہر قسم کی برائی و شر شریر قسم کے افراد سے محفوظ رکھنے کی دعا مانگیں.

واللہ اعلم .